

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 37-46
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 01-09-2026	*Accepted:* 12-10-2026	*Published:* 15-10-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

کفاءت فی النکاح: فقہی معیارات اور معاصر پاکستانی معاشرتی رجحانات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

Kafā'ah in Marriage: A Comparative and Analytical Study of Juristic Criteria and Contemporary Pakistani Social Trends

Misbah Naseem [1]

Abstract

Kafā'ah (marital compatibility) has long formed part of Muslim juristic discussions on choosing a suitable spouse. Classical jurists considered factors such as religion and moral conduct, lineage, financial capacity, occupation, and freedom, but they did not assign the same weight or legal significance to all of them. In Pakistan, the considerations that shape spouse selection have also changed over time. Family background, religious and moral qualities, financial position, occupation, caste or biradari, and kinship still influence marital choices, while education, employment, personal qualities, mutual compatibility, and individual preference have become increasingly important. This article compares these juristic criteria with the considerations that currently shape spouse selection in Pakistan. The discussion draws on classical works of Islamic jurisprudence, relevant Pakistani family laws and judicial decisions, and recent research on marital preferences in Pakistan. A qualitative, comparative, and analytical reading of these sources shows that contemporary social preferences correspond with classical juristic criteria in some respects, but the two cannot simply be treated as the same. Religion and moral character provide the clearest area of continuity. By contrast, present-day practices associated with caste, biradari, family status, and kinship should not automatically be identified with the classical juristic concept of lineage. Education, employment, personal qualities, and mutual compatibility have

[1]***Corresponding Author***, *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government Graduate College for Women, Gakhar Mandi, Gujranwala & PhD Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad.* misbahbajwa5@gmail.com

also gained practical importance without necessarily becoming independent juristic criteria of kafā'ah. Kafā'ah therefore remains relevant to marital decision-making, but its contemporary application requires a clear distinction between juristic criteria and socially developed preferences.

Keywords

Kafā'ah, Marriage, Islamic Jurisprudence, Spouse Selection, Pakistani Society

تعارف

اسلام نے نکاح کو محض مرد و عورت کے باہمی تعلق کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اسے خاندان کی تشکیل اور ایک مستحکم معاشرتی زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ ازدواجی زندگی کے استحکام کے لیے فریقین کے درمیان مناسب موافقت اور ہم آہنگی بھی اہمیت رکھتی ہے۔ اسلامی فقہ میں اسی مناسبت کو کفاءت فی النکاح کے عنوان سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ کفاءت کے متعلق فقہائے کرام نے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے اور نکاح میں ان امور کی نشان دہی کی ہے جو فریقین کے درمیان مناسبت کے حوالے سے اہم ہوسکتے ہیں۔ اسلام تمام بنی نوع انسان کو انسانی حیثیت سے برابر قرار دیتا ہے اور محض نسل، خاندان یا معاشرتی حیثیت کو اصل معیارِ فضیلت قرار نہیں دیتا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔[1]
>
> اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

اس آیت میں فضیلت کا بنیادی معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے، تاہم نکاح چونکہ ایک مستقل خاندانی اور معاشرتی تعلق قائم کرتا ہے، اس لیے فقہاء نے ازدواجی مناسبت کے پیشِ نظر بعض امور میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے۔ فقہی ذخیرے میں دین و دیانت، نسب، مال، پیشہ اور حریت وغیرہ کفاءت کی بحث میں سامنے آتے ہیں، لیکن ان تمام معیارات کی حیثیت یکساں نہیں اور مختلف فقہی مذاہب کے ہاں ان کے اعتبار اور حدود میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے کفاءت کو محض خاندانی یا معاشرتی برابری کے ایک جامد تصور تک محدود کرنا درست نہیں۔ ازدواجی زندگی میں فریقین کے درمیان شدید عدمِ موافقت بعض اوقات باہمی تعلقات اور خاندانی زندگی میں مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ اسی بنا پر فقہاء نے کفاءت کے مسئلے کو نکاح کے مباحث میں جگہ دی اور بالخصوص عورت اور اس کے اولیاء کے حق کے حوالے سے اس کی مختلف صورتوں پر بحث کی۔[2]

معاصر پاکستانی معاشرے میں شریکِ حیات کے انتخاب کی صورت بھی پہلے کی نسبت تبدیل ہوئی ہے۔ خاندان، خاندانی پس منظر، مذہبی و اخلاقی اوصاف، مالی حیثیت، پیشہ، ذات، برادری اور قرابت داری آج بھی شادی کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ تعلیم، روزگار، مالی استحکام، شخصی اوصاف، باہمی موافقت اور فرد کی اپنی ترجیح جیسے عوامل بھی نمایاں ہوئے ہیں۔ پاکستانی خواتین کے شریکِ حیات کے انتخاب سے متعلق بین النسلی مطالعے میں خاندانی و سماجی پس منظر، مذہبی و اخلاقی اوصاف، مالی حیثیت اور مناسب روزگار کو اہم پایا گیا، جبکہ نئی نسل میں ترجیحات کی نوعیت میں تبدیلی بھی سامنے آئی۔[3] اسی طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کے ایک مطالعے میں تعلیم، شخصی اوصاف، مالی استحکام اور خاندانی پس منظر نمایاں ترجیحات کے طور پر سامنے آئے۔[4]

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ پاکستانی معاشرے میں رائج ان ترجیحات کا فقہاء کے بیان کردہ معیاراتِ کفاءت سے تعلق کس نوعیت کا ہے؟ خصوصاً ذات، برادری اور خاندانی حیثیت سے متعلق موجودہ تصورات کو فقہی اصطلاح نسب کے

مساوی سمجھنا یا مالی کفاءت کو محض دولت اور سماجی مرتبے تک محدود کر دینا، دونوں تصورات کے درمیان فرق کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ اسی طرح تعلیم، روزگار، شخصی اوصاف اور باہمی موافقت موجودہ ازدواجی زندگی میں اہم عملی عوامل ہیں، لیکن صرف معاشرتی اہمیت حاصل ہو جانے سے انہیں فقہاء کے بیان کردہ مستقل معیاراتِ کفاءت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تاہم دستیاب تحقیقات میں کفاءت کے فقہی معیارات اور معاصر پاکستانی معاشرے میں شریکِ حیات کے انتخاب سے متعلق موجودہ رجحانات کو باہم ملا کر ان کا منظم تقابلی و تجزیاتی مطالعہ محدود نظر آتا ہے، بالخصوص اس امر کی وضاحت کی ضرورت باقی ہے کہ فقہاء کے بیان کردہ معیارات میں سے کون سے عوامل موجودہ پاکستانی معاشرے میں اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں، کن کی عملی صورت میں تبدیلی آئی ہے اور کن مقامات پر معاشرتی رواج کو فقہی معیارِ کفاءت کے ساتھ خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ موجودہ تحقیق اسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے فقہی معیاراتِ کفاءت کا معاصر پاکستانی معاشرتی رجحانات کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کرتی ہے۔[5]

تحقیقی سوالات

- اسلامی فقہ میں کفاءت فی النکاح کے بنیادی معیارات کیا ہیں اور مختلف فقہی مذاہب کے ہاں ان کی کیا حیثیت ہے؟
- معاصر پاکستانی معاشرے میں شریکِ حیات کے انتخاب کے معیارات اور ترجیحات میں کیا تبدیلی سامنے آئی ہے؟
- کفاءت کے فقہی معیارات اور معاصر پاکستانی معاشرتی رجحانات میں کس حد تک موافقت یا اختلاف پایا جاتا ہے؟

طریقۂ تحقیق

زیرِ نظر تحقیق معیاری، تقابلی اور تجزیاتی نوعیت کی ہے۔ کفاءت فی النکاح کے فقہی معیارات کے مطالعے کے لیے بنیادی فقہی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے، جبکہ معاصر پاکستانی تناظر کے جائزے کے لیے متعلقہ عائلی قوانین، عدالتی فیصلوں اور حالیہ تحقیقی مطالعات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ فقہی معیارات اور موجودہ معاشرتی رجحانات کا باہمی تقابل کرتے ہوئے موافقت اور اختلاف کے اہم پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس میں تحقیق کی حدود کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ معاصر پاکستانی رجحانات کے بارے میں پیش کردہ مطالعات مختلف علاقوں، طبقات اور نمونوں سے متعلق ہیں، اس لیے ان کے نتائج کو پورے پاکستانی معاشرے پر بلا شرط منطبق نہیں کیا گیا۔ ان مطالعات کو موجودہ تبدیلیوں کی نمائندہ مثالوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح فقہی آراء کے تقابل میں ہر مذہب کی تمام جزوی تفصیلات کا احاطہ مقصود نہیں، بلکہ کفاءت کے ان بنیادی معیارات کو سامنے رکھا گیا ہے جو نکاح کی مناسبت کے مباحث میں نمایاں طور پر زیرِ بحث آتے ہیں۔ قانونی حصے میں بھی صرف ان قوانین اور عدالتی فیصلوں کو شامل کیا گیا ہے جو کفاءت، نکاح کے اختیار یا اس سے متعلق فقہی و قانونی حیثیت کو سمجھنے میں براہِ راست معاون ہیں۔ اس تحدید سے فقہی معیار، قانونی حیثیت اور معاشرتی ترجیح کو الگ الگ سطحوں پر دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔

کفاءت فی النکاح: مفہوم اور فقہی بنیاد

کفاءت عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی برابری، مماثلت اور ہم سری کے ہیں۔ لسان العرب میں کُفْء کے معنی ''نظیر اور مساوی'' بیان کیے گئے ہیں اور اسی مادے سے نکاح میں کفاءت کا مفہوم بھی بیان ہوا ہے۔[6] قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔[7]

یعنی کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اس طرح لغوی اعتبار سے کفاءت میں کسی کے برابر، مماثل یا ہمسر ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں کفاءت فی النکاح سے مراد نکاح کے معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان بعض مخصوص امور میں مناسبت اور برابری ہے۔ فقہاء نے اس

مناسبت کے لیے مختلف امور کو معتبر قرار دیا ہے، تاہم ان امور کی تعیین اور ان کی فقہی حیثیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنفی فقہ میں کفاءت کا اعتبار بالخصوص مرد کی جانب سے عورت کے حق میں زیرِ بحث آتا ہے۔ کاسانی نے بدائع الصنائع میں کفاءت کو عورت کے حق میں مرد کی جانب سے معتبر قرار دینے کی بحث کی ہے،[8] جبکہ ابن عابدین نے بھی رد المحتار میں نکاح کے آغاز میں کفاءت کے اعتبار کو اسی تناظر میں نقل کیا ہے۔[9]

حنفی فقہ میں نسب، حریت، دین، مال اور پیشہ وغیرہ کفاءت کے مباحث میں شامل ہیں، لیکن خود حنفی فقہاء کے ہاں بھی بعض معیارات کی تفصیلات میں اختلاف ملتا ہے۔ مثال کے طور پر دین کے اعتبار میں ائمہ احناف کے مابین تفصیلی اختلاف نقل ہوا ہے، جبکہ مال کے ضمن میں محض یکساں دولت کے بجائے مہر اور نفقہ ادا کرنے کی استطاعت کو بھی اہم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح پیشے کے اعتبار میں فقہاء کی آراء اور معاشرتی عرف کا اثر نمایاں ہے۔[10] اس بنا پر کفاءت کو محض سماجی مرتبے یا خاندانی برابری تک محدود کرنا درست نہیں۔ فقہی ذخیرے میں یہ ایک وسیع بحث ہے جس میں مختلف امور کو ازدواجی مناسبت کے حوالے سے دیکھا گیا ہے، البتہ ان تمام امور کو فقہاء کے ہاں یکساں درجہ حاصل نہیں۔ یہی اختلاف کفاءت کے تصور کو ایک ایسا فقہی موضوع بناتا ہے جسے ہر معیار کی نوعیت، اس کے مقصد اور اس کے معاشرتی پس منظر کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

کفاءت کے معیارات اور فقہی آراء

اوّل: دین و دیانت

دین و دیانت کفاءت کی بحث کا سب سے بنیادی پہلو ہے۔ نکاح ایک ایسا تعلق ہے جس میں مذہبی طرزِ زندگی، حلال و حرام کا شعور، اخلاقی ذمہ داری اور خاندانی اقدار روزمرہ زندگی پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی لیے فقہی مذاہب میں دین کو کفاءت کے اہم ترین عناصر میں شمار کیا گیا ہے، اگرچہ اس کے اطلاق کی تفصیلات میں فرق ملتا ہے۔ حنفی فقہ میں دیانت اور دینی حالت کو کفاءت کے مباحث میں مستقل جگہ حاصل ہے۔[11] معاصر تناظر میں بھی مذہبی اور اخلاقی اوصاف کی اہمیت ختم نہیں ہوئی۔ پاکستانی خواتین کی شریکِ حیات سے متعلق ترجیحات کے مطالعے میں religiosity اور morality کو اہم داخلی اوصاف میں شمار کیا گیا۔ اس سے فقہی اور معاشرتی دونوں سطحوں پر ایک نمایاں تسلسل سامنے آتا ہے۔ البتہ عملی زندگی میں دین و اخلاق کے ساتھ دوسرے معاشرتی عوامل بھی شامل ہو چکے ہیں، اس لیے جدید شریکِ حیات کے انتخاب کو صرف ایک عامل سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔[12]

دوم: نسب اور خاندانی حیثیت

نسب کلاسیکی فقہی مباحث میں بالخصوص حنفی اور شافعی فقہ میں کفاءت کے اہم موضوعات میں شامل رہا ہے۔ اس بحث کو اپنے تاریخی و معاشرتی پس منظر سے الگ کر کے موجودہ ذات یا برادری کے نظام کے مساوی سمجھنا درست نہیں۔ فقہاء کی بحث میں نسب کا تعلق مخصوص سماجی ساخت، قبائلی شناخت اور خاندان کی معروف حیثیت سے تھا۔ حنفی مصادر میں عرب و عجم اور بعض قبائلی نسبتوں کے حوالے سے تفصیلی بحث ملتی ہے۔[13] پاکستانی معاشرے میں خاندان، ذات، برادری اور قرابت داری اب بھی نکاح کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ تاہم یہ تمام تصورات فقہی ''نسب'' کے عین مترادف نہیں۔ جدید پاکستان میں برادری کبھی علاقائی، کبھی پیشہ ورانہ، کبھی ذات پر مبنی اور کبھی خاندانی نیٹ ورک کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اس لیے کسی معاشرتی ترجیح کو محض اس بنا پر شرعی معیار قرار دینا کہ وہ کئی نسلوں سے رائج ہے، علمی طور پر درست نہیں۔[14]

سوم: مالداری

مالی حیثیت کے بارے میں فقہی مذاہب کی آراء یکساں نہیں۔ حنفی فقہ میں مالی استطاعت کو کفاءت کی بحث میں اہمیت دی

گئی، لیکن اس کا مطلب لازماً دولت کی مکمل برابری نہیں، مہر اور نفقہ کی ادائیگی کی صلاحیت بھی اس بحث میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔[15] دوسری طرف مالکی فقہ اور شافعی فقہ کے صحیح قول میں مال کو مستقل معیارِ کفاءت نہیں مانا گیا اور امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی مفہوم کی منقول ہے۔[16]

یہ فرق معاصر پاکستانی صورتِ حال کے تجزیے میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آج شریکِ حیات کے انتخاب میں آمدنی، ملازمت، مالی استحکام اور مستقبل کی معاشی ذمہ داری کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ ان عوامل کو فقہی "مال" کے ساتھ ایک حد تک نسبت دی جاسکتی ہے، مگر جدید معاشی استحکام کا تصور زیادہ وسیع ہے، اس میں مستقل روزگار، مالی ذمہ داری، رہائش اور طویل المدت اخراجات برداشت کرنے کی صلاحیت بھی شامل ہوتی ہے۔[17]

چہارم: پیشہ و حرفت

پیشہ و حرفت بھی ان معیارات میں شامل ہے جن کی فقہی حیثیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنفی فقہ میں پیشے کے اعتبار پر عرف کا اثر نمایاں ہے، کیونکہ کسی پیشے کی معاشرتی قدر زمانے اور جگہ کے ساتھ تبدیل ہو سکتی ہے۔ شافعی فقہ اور بعض حنبلی آراء میں بھی پیشے کا اعتبار ملتا ہے، جبکہ مالکی فقہ اسے مستقل شرط کے طور پر وہ درجہ نہیں دیتی جو بعض دوسرے مذاہب میں نظر آتا ہے۔[18]

یہی معیار جدید معاشرے میں خاص طور پر تبدیل شدہ صورت میں سامنے آتا ہے۔ پہلے بعض پیشوں کو خاندانی یا طبقاتی حیثیت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا، جبکہ آج تعلیم، پیشہ ورانہ مہارت، ملازمت کا استحکام اور career trajectory زیادہ اہم ہو گئے ہیں۔ اس لیے فقہی پیشہ اور جدید professional status کے درمیان تعلق موجود ضرور ہے، مگر دونوں کو بلا تفریق ایک ہی چیز قرار دینا مناسب نہیں۔[19]

پنجم: حریت

حریت کلاسیکی فقہی دور کے معاشرتی نظام سے متعلق معیار تھا، جب غلامی ایک قانونی و سماجی حقیقت تھی۔ فقہی کتابوں میں آزاد اور غلام کی حیثیت کے فرق کے باعث اسے کفاءت کے مباحث میں شامل کیا گیا۔ موجودہ پاکستان میں غلامی کا وہ قانونی و معاشرتی ڈھانچہ موجود نہیں، اس لیے یہ معیار عملی طور پر تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مثال سے یہ اصول بھی واضح ہوتا ہے کہ کفاءت کے تمام کلاسیکی معیارات کو موجودہ معاشرے پر یکساں صورت میں منطبق نہیں کیا جاسکتا۔[20]

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ میں کفاءت سے متعلق دفعات

برصغیر کے فقہی و قانونی تناظر کو سمجھنے کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی Compendium of Islamic Laws اہم ماخذ ہے۔ اس کے باب "Equality in Marriage" میں کفاءت سے متعلق دفعات 116 تا 126 شامل ہیں۔ ان دفعات میں مذہبی و اخلاقی حالت، مالی حیثیت، نسب اور پیشے سمیت مختلف امور پر بحث کی گئی ہے اور کفاءت کے حق، اس کے وقتِ اعتبار اور عدمِ کفاءت کی صورتوں کو حنفی فقہی تناظر میں مرتب کیا گیا ہے۔[21] اس تدوین کی اہمیت یہ ہے کہ یہ کلاسیکی حنفی فقہی مباحث کو برصغیر کے مسلم شخصی قانون کے تناظر میں منظم صورت دیتی ہے، تاہم اسے تمام فقہی مذاہب کی مشترک اور غیر مختلف فیہ تعبیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ خاص طور پر پیشے اور معاشرتی حیثیت کے معاملے میں عرف کے اثر سے یہ بات مزید واضح ہوتی ہے کہ بعض معیارات کی عملی صورت معاشرتی تبدیلی کے ساتھ بدل سکتی ہے۔[22]

کفاءت فی النکاح اور پاکستانی عائلی قوانین

پاکستانی عائلی قانون میں کفاءت کو نکاح کی ایک الگ اور مستقل قانونی شرط کے طور پر codify نہیں کیا گیا۔ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 نکاح کی رجسٹریشن، تعددِ ازدواج، طلاق اور متعلقہ خاندانی معاملات کو منظم کرتا ہے، لیکن کفاءت کے فقہی معیارات کو

نکاح کی مستقل قانونی شرط کی صورت میں بیان نہیں کرتا۔[23] اسی طرح Dissolution of Muslim Marriages Act 1939 کی دفعہ 2 میں نکاح کے فسخ کے مختلف اسباب درج ہیں، مگر عدمِ کفاءت کو مستقل اور صریح سبب کے طور پر شامل نہیں کیا گیا۔[24]

عدالتی نظائر میں کفاءت کا مسئلہ فقہی بحث کے ذریعے سامنے آیا ہے۔ Mst. Sughran Mai v. The State میں لاہور ہائی کورٹ نے ہدایہ اور فتاویٰ قاضی خان سمیت فقہی مصادر کے حوالے سے کفاءت پر گفتگو کی۔ اس فیصلے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ ہر غیر کفو نکاح خود بخود باطل ہو جاتا ہے، بلکہ معاملہ فقہی حقوق، اعتراض اور مخصوص حالات کے ساتھ دیکھا گیا۔[25] اسی طرح Hafiz Abdul Waheed v. Mrs. Asma Jehangir and another میں سپریم کورٹ نے بالغ، عاقل مسلمان عورت کے نکاح کے اختیار اور ولی کی رضامندی کے سوال پر اہم اصول واضح کیا کہ بالغ مسلمان عورت اپنے آزاد ارادے سے نکاح کر سکتی ہے اور نکاح کی صحت کے لیے ولی کی رضامندی لازمی شرط نہیں۔ یہ مقدمہ براہِ راست کفاءت کے تمام معیارات کا فیصلہ نہیں، لیکن پاکستانی قانونی تناظر میں عورت کے حقِ انتخاب کو سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔[26] اس قانونی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ فقہی کفاءت اور پاکستانی قانون کی قانونی شرائط میں فرق رکھنا ضروری ہے۔ فقہی کتابوں میں کسی امر کا معیارِ کفاءت ہونا لازماً یہ معنی نہیں رکھتا کہ پاکستانی قانون بھی اسے نکاح کی validity کی مستقل شرط قرار دیتا ہے۔ یہی امتیاز موجودہ تحقیق کے تقابلی زاویے کے لیے بنیادی ہے۔[27]

معاصر پاکستانی معاشرے میں کفاءت کے بدلتے ہوئے معیارات و رجحانات

معاصر پاکستانی معاشرے میں شریکِ حیات کے انتخاب پر خاندان اور سماجی پس منظر کا اثر اب بھی نمایاں ہے، لیکن تعلیم، روزگار اور فرد کی اپنی ترجیحات نے اس عمل کو پہلے کی نسبت زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے۔ Ayesha Khalid اور Syeda Salma Hassan کے بین النسلی مطالعے میں تین نسلوں سے تعلق رکھنے والی اٹھارہ خواتین کے انٹرویوز سے یہ سامنے آیا کہ potential families کا سماجی پس منظر اور خاندانی compatibility عمومی طور پر اہم رہے، جبکہ مذہبی و اخلاقی اوصاف، مالی حیثیت اور مناسب پیشہ یا ملازمت بھی نمایاں معیار تھے۔[28]

سکردو، گلگت بلتستان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور برسرِ روزگار پندرہ غیر شادی شدہ خواتین پر کی گئی تحقیق میں higher education، personal attributes، educational homogamy، financial stability، parental background اور sociability کو نمایاں ترجیحات قرار دیا گیا۔ اس مطالعے کی جغرافیائی اور نمونہ جاتی حدود کو سامنے رکھنا ضروری ہے، مگر یہ اس تبدیلی کی مثال ضرور فراہم کرتا ہے جس میں خاندانی پس منظر کے ساتھ تعلیم اور شخصی اوصاف بھی شریکِ حیات کے انتخاب میں اہم ہو گئے ہیں۔[29]

مالاکنڈ ڈویژن میں عمر زیب اور ان کے رفقاء کی mixed-method تحقیق نے تیس semi-structured interviews اور پانچ سو خواتین کے سروے کی بنیاد پر تعلیم اور mate-selection agency کے درمیان تعلق کا جائزہ لیا۔ تحقیق کے مطابق تعلیم نے خواتین کی ترجیحات میں compatibility، shared values، self-awareness اور فیصلہ سازی کی صلاحیت کو تقویت دی۔ یہ نتائج اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جدید تعلیم صرف ایک اضافی صلاحیت نہیں بلکہ شریکِ حیات کے انتخاب کے طریقِ کار اور فرد کی شرکت کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔[30]

دوسری طرف قرابت داری کی شادیوں کا تسلسل یہ ظاہر کرتا ہے کہ جدید تعلیم اور شہری تبدیلی کے باوجود روایتی عوامل ختم نہیں ہوئے۔ بشیر اور نذیر نے پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے کی چار لہروں کے تجزیے سے بتایا کہ پاکستان میں تقریباً نصف

شادیاں consanguineous ہیں اور وقت کے ساتھ ان میں نمایاں کمی کے شواہد نہیں ملے، ان کے مطابق 29 فیصد خواتین نے paternal first cousins اور 21 فیصد نے maternal first cousins سے شادی کی۔ اس لیے معاصر پاکستانی marriage market کو صرف "روایتی سے جدید" کی سیدھی لکیر میں بیان کرنا درست نہیں، یہاں دونوں رجحانات بیک وقت موجود ہیں۔[31] پاکستانی معاشرے کے حوالے سے کفاءت پر براہِ راست ایک مطالعہ Shahzadi Pakeeza اور Sana Binte Haroon نے بھی پیش کیا ہے جس میں کفو، سماجی و ثقافتی رکاوٹوں، خاندان اور ولی کے کردار کو مقداری اور معیاری انداز میں زیرِ بحث لایا گیا۔ یہ تحقیق اس امر کی تائید کرتی ہے کہ شرعی تصور اور معاشرتی رسوم و رواج کے درمیان فرق کو واضح کرنا ضروری ہے۔ موجودہ مطالعہ اسی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے فقہی معیارات، پاکستانی قانونی حیثیت اور جدید spouse-selection research کو ایک تقابلی فریم میں جمع کرتا ہے۔[32]

فقہی معیارات اور موجودہ معاشرتی ترجیحات: تقابلی و تجزیاتی جائزہ

فقہی کفاءت اور موجودہ معاشرتی ترجیحات میں بعض مقامات پر واضح مماثلت پائی جاتی ہے، لیکن یہ مماثلت مکمل یکساں نہیں، دین، اخلاق، مالی ذمہ داری اور پیشہ جیسے عوامل دونوں سطحوں پر موجود ہیں۔ فرق یہ ہے کہ فقہی مباحث میں ان کی حیثیت حقوق، نکاح کی مناسبت اور بعض صورتوں میں اولیاء کے اعتراض سے متعلق ہے، جبکہ معاصر معاشرتی ترجیحات اکثر family preference، lifestyle expectations، educational matching اور معاشی planning کے طور پر سامنے آتی ہیں۔[33]

اوّل: نسب، خاندان اور ذات و برادری

فقہی نسب اور پاکستانی ذات و برادری کو ایک دوسرے کا مکمل مترادف سمجھنا سب سے اہم conceptual غلطیوں میں سے ایک ہے۔ کلاسیکی فقہی نسب مخصوص تاریخی سماجی ساخت سے متعلق تھا، جبکہ پاکستان میں برادری اور ذات کے معانی خطے، زبان، پیشے اور خاندان کے مطابق بدلتے ہیں۔ اس لیے برادری کی ہر پابندی کو شرعی کفاءت کا تقاضا قرار دینا درست نہیں۔ اس کے باوجود خاندانوں کی باہمی مناسبت، سماجی ماحول اور خاندانی expectations کو ازدواجی compatibility کے عملی پہلو کے طور پر نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔[34]

دوم: مال، معاشی استحکام اور روزگار

کلاسیکی فقہ میں مال کی حیثیت مختلف فیہ ہے، جبکہ جدید پاکستان میں financial stability شریکِ حیات کے انتخاب کا نمایاں عملی معیار بن چکی ہے۔ یہاں اہم فرق یہ ہے کہ جدید معاشی استحکام صرف موجودہ دولت نہیں بلکہ مستقل آمدنی، روزگار، مالی ذمہ داری اور مستقبل کے اخراجات سے بھی متعلق ہے۔ لہٰذا جدید مالی ترجیح کو فقہی مال کے عین مساوی قرار دینے کے بجائے اسے ازدواجی ذمہ داری کے وسیع عملی تناظر میں دیکھنا زیادہ مناسب ہے۔[35]

سوم: پیشہ، عرف اور معاشرتی تبدیلی

پیشے کے بارے میں حنفی فقہی بحث میں عرف کی اہمیت موجودہ دور کے لیے خاص طور پر معنی خیز ہے۔ جن پیشوں کو ایک دور میں کم سماجی حیثیت حاصل تھی، جدید معیشت، تعلیم اور professional specialization نے ان کی قدر بدل دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشے کی بنیاد پر کفاءت کو جامد طبقاتی درجہ بندی کے طور پر استعمال کرنا خود فقہی عرف کے اصول سے بھی ہم آہنگ نہیں۔[36]

چہارم: دین و دیانت اور معاشرتی ترجیحات

دین و دیانت وہ پہلو ہے جہاں فقہی معیار اور پاکستانی معاشرتی ترجیحات میں سب سے واضح تسلسل دکھائی دیتا ہے۔ معاصر

تحقیقات میں بھی religiosity اور morality اہم اوصاف کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ تاہم عملی انتخاب میں خاندان، معاشی حیثیت، تعلیم اور پیشہ کبھی کبھی دین و اخلاق پر غالب آجاتے ہیں۔ یہی مقام ہے جہاں کفاءت کے فقہی مقصد اور معاشرتی طرزِ عمل کے درمیان تنقیدی امتیاز ضروری ہو جاتا ہے۔[37]

پنجم: فقہی کفاءت اور معاشرتی ترجیحات

معاشرتی ترجیح کا موجود ہونا اسے خود بخود فقہی معیار نہیں بناتا، تعلیم، باہمی موافقت، شخصیت، روزگار اور اخلاق و آداب جدید ازدواجی زندگی میں بہت اہم ہوسکتے ہیں، مگر انہیں فقہاء کے کلاسیکی مستقل معیارات کی فہرست میں بلا دلیل شامل نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری طرف ان کی عملی اہمیت کو صرف اس لیے رد بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کلاسیکی فہرست میں وہ اسی اصطلاح کے ساتھ موجود نہیں۔ فقہی اصول اور معاصر ازدواجی تحقیقات کے درمیان یہی متوازن فرق موجودہ مطالعے کا بنیادی نتیجہ ہے۔[38]

موجودہ دور میں کفاءت کی بدلتی صورتحال

معاصر پاکستانی معاشرے میں کفاءت سے متعلق روایتی اور جدید دونوں طرح کے عوامل بیک وقت موجود ہیں۔ خاندان، مذہبی و اخلاقی اوصاف، مالی حیثیت اور پیشہ آج بھی شریکِ حیات کے انتخاب میں اہمیت رکھتے ہیں، جبکہ تعلیم، روزگار، شخصی اوصاف اور باہمی موافقت جیسے جدید عوامل بھی نمایاں ہوئے ہیں، تاہم معاشرے میں رائج ان تمام ترجیحات کو فقہاء کے بیان کردہ معیاراتِ کفاءت کے مساوی قرار دینا درست نہیں۔ موجودہ دور میں کفاءت کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے، البتہ فقہی معیارات اور معاشرتی ترجیحات کے درمیان فرق کو واضح رکھنا ضروری ہے۔[39]

نتائجِ بحث

- کفاءت کا بنیادی مقصد نکاح میں طبقاتی یا خاندانی برتری قائم کرنا نہیں، بلکہ ایسے امور کو پیشِ نظر رکھنا ہے جو ازدواجی زندگی کے استحکام اور باہمی حقوق کی ادائیگی میں معاون ہو سکیں۔ اسی لیے فقہی ذخیرے میں کفاءت کے مختلف معیارات بیان ہونے کے باوجود ان سب کو یکساں حیثیت حاصل نہیں ہے۔
- فقہاء کے ہاں دین و دیانت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جبکہ نسب، مال، پیشہ اور حریت جیسے امور کے بارے میں آراء مختلف ہیں۔ اس لیے کفاءت کے تمام معیارات کو ہر زمانے اور ہر معاشرے میں یکساں اہمیت دینا درست نہیں۔[40]
- برصغیر کی فقہی تدوین میں بھی کفاءت کے تصور کو اہمیت دی گئی ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے مجموعۂ قوانینِ اسلامی میں دین و تقویٰ، مالی حیثیت اور نسب کو کفاءت کی بحث میں شامل کیا گیا ہے، جبکہ پیشے کے معاملے میں معاشرتی عرف کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔[41]
- پاکستانی عائلی قوانین میں کفاءت کو نکاح کی مستقل قانونی شرط کے طور پر بیان نہیں کیا گیا، تاہم بعض عدالتی فیصلوں میں کفاءت سے متعلق فقہی بحث سامنے آتی ہے۔ اس لیے کفاءت کے فقہی تصور اور اس کی قانونی حیثیت میں فرق رکھنا ضروری ہے۔[42]
- معاصر پاکستانی معاشرے میں کفاءت سے متعلق روایتی عوامل مکمل طور پر ختم نہیں ہوئے۔ خاندان، معاشی حالت، مذہبی و اخلاقی اوصاف اور پیشہ اب بھی شریکِ حیات کے انتخاب میں اہمیت رکھتے ہیں، البتہ ان کے ساتھ تعلیم، روزگار، شخصی اوصاف اور ازدواجی ذمہ داریاں نبھانے کی صلاحیت بھی اہم ہو گئی ہے۔[43]

- پاکستانی معاشرے میں خاندان، ذات، برادری اور قرابت داری کو دی جانے والی اہمیت کو فقہی اصطلاح "نسب" کے بالکل مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا، خصوصاً ذات اور برادری سے متعلق ہر معاشرتی رواج کو شرعی معیارِ کفاءت سمجھنا درست نہیں۔[44]
- مجموعی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ کفاءت کا تصور اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے، البتہ اس کے عملی اظہار اور ترجیحات میں تبدیلی سامنے آئی ہے۔ روایتی عوامل کے ساتھ تعلیم، روزگار، شخصی اوصاف اور باہمی موافقت بھی شریکِ حیات کے انتخاب میں اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔[45]

تجاویز و سفارشات

- شریکِ حیات کے انتخاب میں دین و دیانت، اخلاق، کردار اور ازدواجی ذمہ داریاں نبھانے کی صلاحیت کو بنیادی اہمیت دی جائے، جبکہ خاندان، مالی حیثیت اور دیگر معاشرتی عوامل کو بھی مناسب حد تک پیشِ نظر رکھا جائے۔
- پاکستانی سماج میں ذات، برادری اور خاندانی حیثیت سے متعلق رائج تصورات کو فقہی معیارِ نسب کے مساوی نہ سمجھا جائے۔
- مالی کفاءت کو صرف دولت یا خاندان کے معاشی مرتبے سے نہ جوڑا جائے، بلکہ مستحکم روزگار، مالی ذمہ داری اور ازدواجی اخراجات پورے کرنے کی صلاحیت کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔
- موجودہ معاشرے میں تعلیم، پیشہ، شخصی اوصاف اور باہمی موافقت کو ازدواجی زندگی کی عملی ضروریات کے تناظر میں دیکھا جائے، تاہم انہیں فقہاء کے بیان کردہ مستقل معیاراتِ کفاءت کے ساتھ خلط نہ کیا جائے۔
- شریکِ حیات کے انتخاب میں والدین اور خاندان کی رہنمائی اپنی جگہ اہم ہے، لیکن اس کے ساتھ فریقین کی رضامندی، دینی و اخلاقی مناسبت اور باہمی موافقت کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔
- آئندہ تحقیقات میں فقہی معیارات، قانونی حیثیت اور معاشرتی رواج کے درمیان فرق واضح رکھا جائے اور پاکستان کے مختلف علاقوں و معاشرتی طبقات میں شریکِ حیات کے انتخاب کے رائج معیارات پر مزید تحقیق کی جائے۔

References

[1] Al-Qur'an, 49:13.
[2] D .ār al-Iftāʾ al-Miṣriyyah, al-Kafāʾah fī al-Nikāḥ, 19 October 2015; Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn (d ,AH), Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār (Beirut: Dār al-Fikr, 2nd ed., 1412 AH/1992 CE) 1252 .88–3:84
[3] Ayesha Khalid and Syeda Salma Hassan, "Inter-generational Differences in Partner Selection Criteria among Women in Pakistan," Pakistan Journal of Women's Studies: Alam-e-Niswan 26, no. 2 (2019): 127–128, https://doi.org/10.46521/pjws.026.02.0011.
[4] Eshrat Abbas and Amber Ferdoos, "Uncovering the Preferences of Highly Qualified Women during Spouse Selection from District Skardu – Gilgit Baltistan Pakistan," Pakistan Journal of Humanities and Social Sciences 10, no. 2 (2022): 613–614, https://doi.org/10.52131/pjhss.2022.1002.0225.
[5] Shahzadi Pakeeza and Sana Binte Haroon, "Compatibility for Marriage in Islam (Kufū) and Societal Perspectives," Jihat-ul-Islam 16, no. 1 (2022): 1–15; Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148; Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625.
[6] Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram (d. 711 AH), Lisān al-ʿArab (Beirut: Dār Ṣādir, 3rd ed., 1414 ."AH), entry "Kafāʾ
[7] Al Qur'an 112:4.
[8] A l-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd (d. 587 AH), Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ .(Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2nd ed., 1406 AH/1986 CE), 2:317–320
[9] Ibn.ʿĀbidīn (d. 1252 AH), Radd al-Muḥtār, 3:84–88
[10] Al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:317–320
[11] Al-Durar al-Saniyyah, «al-Kafāʾah fī al-Dīn», al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah, section on al-Kafāʾah fī al- .Nikāḥ; Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:88
[12] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–128.

[13]Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:87–88; Dār al-Iftāʾ al-Miṣriyyah, «al-Kafāʾah fī al-Nikāḥ .
[14] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148; Saima Bashir and Saman Nazir, "Marriage Market in Pakistan: Consanguinity, Educational Assortative Mating, and Fertility," Population Research and Policy Review 44, no. 1 (2025): 1–22, https://doi.org/10.1007/s11113-024-09924-0.
[15]A.l-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:319
[16] al-Shirbīnī, Muḥammad ibn Aḥmad al-Khaṭīb (d. 977 AH), Mughnī al-Muḥtāj ilā Maʿrifat Maʿānī Alfāẓ al-Minhāj (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1415 AH/1994 CE), 3:167; Ibn Qudāmah, ʿAbd .Allāh ibn Aḥmad (d. 620 AH), al-Mughnī (Cairo: Maktabat al-Qāhirah, 1388 AH/1968 CE), 7:37
[17] Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625; Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148.
[18] ,«Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:87–88; al-Durar al-Saniyyah, «al-Kafāʾah fī al-Ṣināʿah wa-al-Ḥirfah .al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah
[19] Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625.
[20].Dār al-Iftāʾ al-Miṣriyyah, «al-Kafāʾah fī al-Nikāḥ»; Ibn Qudāmah, al-Mughnī, 7:28–30
[21] All India Muslim Personal Law Board, Compendium of Islamic Laws: A Section-Wise Compilation of the Rules of Shari'at Relating to Muslim Personal Law, trans. Syed Tahir Mahmood (New Delhi: All India Muslim Personal Law Board, 2001), pt. 1, chap. 7, "Equality in Marriage," secs. 116–126, 46–49.
[22]All India Muslim Personal Law Board, Compendium of Islamic Laws, secs. 116–126, 46–49; al-.Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:319–320
[23] Government of Pakistan, Ministry of Law and Justice, Muslim Family Laws Ordinance, 1961, Ordinance VIII of 1961, 2 March 1961, secs. 5–10.
[24] Government of Pakistan, Ministry of Law and Justice, Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939, Act VIII of 1939, 17 March 1939, sec. 2.
[25] Mst. Sughran Mai v. The State, PLD 1980 Lahore 386.
[26] Hafiz Abdul Waheed v. Mrs. Asma Jehangir and another, PLD 2004 Supreme Court 219.
[27] Muslim Family Laws Ordinance, 1961; Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939, sec. 2; Mst. Sughran Mai v. The State, PLD 1980 Lahore 386; Hafiz Abdul Waheed v. Mrs. Asma Jehangir and another, PLD 2004 Supreme Court 219.
[28] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148.
[29] Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625.
[30] Umar Daraz, Younas Khan, Ann Mousa Alnajdawi, and Rula Odeh Alsawalqa, "Empowering Hearts and Shaping Destinies: Unveiling the Profound Influence of Education on Women's Mate Selection in Pakistan – A Comprehensive Mixed-Methods Study," Frontiers in Sociology 8 (2023): 1273297, https://doi.org/10.3389/fsoc.2023.1273297.
[31] Bashir and Nazir, "Marriage Market in Pakistan," 1–22.
[32] Pakeeza and Haroon, "Compatibility for Marriage in Islam (Kufū) and Societal Perspectives," 1–15.
[33]–al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:317–320; Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127 .Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625 ;148
[34].Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:87–88; Bashir and Nazir, "Marriage Market in Pakistan," 1–22
[35].al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:319; Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625
[36].al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2:319–320; Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:87–88
[37]al-Durar al-Saniyyah, «al-Kafāʾah fī al-Dīn», al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah; Khalid and Hassan "Inter-.generational Differences," 127–148
[38] Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625; Daraz et al., "Empowering Hearts and Shaping Destinies," 1273297.
[39] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148; Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625; Daraz et al., "Empowering Hearts and Shaping Destinies," 1273297; Bashir and Nazir, "Marriage Market in Pakistan," 1–22.
[40]al-Durar al-Saniyyah, «al-Kafāʾah fī al-Dīn», al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah; Ibn ʿĀbidīn, Radd al-.Muḥtār, 3:84–88
[41] All India Muslim Personal Law Board, Compendium of Islamic Laws, secs. 116–126, 46–49.
[42] Muslim Family Laws Ordinance, 1961; Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939, sec. 2; Mst. Sughran Mai v. The State, PLD 1980 Lahore 386; Hafiz Abdul Waheed v. Mrs. Asma Jehangir and another, PLD 2004 Supreme Court 219.
[43] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148; Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625; Daraz et al., "Empowering Hearts and Shaping Destinies," 1273297.
[44].Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3:87–88; Bashir and Nazir, "Marriage Market in Pakistan," 1–22
[45] Khalid and Hassan, "Inter-generational Differences," 127–148; Abbas and Ferdoos, "Uncovering the Preferences," 613–625; Daraz et al., "Empowering Hearts and Shaping Destinies," 1273297; Bashir and Nazir, "Marriage Market in Pakistan," 1–22.